بچھادیا گیا ہے۔ یہ جال ایسا بنایا گیا ہے کہ ایک دیندار مسلمان کو بھی ان میں واقع ہوئے بغیر یا ان سے واسطہ رکھے بغیر چارہ ہی نہیں۔ اگر ایک پھندے سے نکل جانے میں کامیاب ہو جائے' تو دوسرے میں گر جائے۔ اقتصادیات'معیشت' صحت' تعلیم وتربیت' سیاست الغرض ہر میدان میں دینداری کے ساتھ زندگی گزارنے کو مشکل بنادیا گیا ہے۔ یہ تمام حربے اس لئے استعمال کئے جاتے ہیں کہ مسلمان' اسلام سے نکل کر نصرانیت والحادیت کو اختیار کرے' یا کم از کم وہ اپنی ملت اسلام سے نکل جائے اور دین کا خول اتار پھینکے چاہے وہ دوسرا نظریہ نہ بھی اپنائے۔ کیونکہ جب اسلام کا شعار اتار پھینکیں گے تو بگاڑنے کا اگلا مرحلہ نہایت آسان ہوگا۔

چونکہ معاملہ انتہائی حساس ہے' لہٰذا تمام مسلمانوں کو اس کی اہمیت کا اندازہ کرنا چاہئے اور روک تھام کیلئے پیش بندی کر لینی چاہئے تاکہ ہر مسلمان اپنے شعور' ادراک اور بیداری اجاگر کر کے اسلام کی نشرواشاعت کیلئے کمربستہ ہو' ہر قسم کی قربانی کیلئے مستعد ہو۔ اس کیلئے اللہ تعالیٰ کی رسی قرآن مجید اور حدیث نبوی کو تھام لینا ازبس ضروری ہوگا۔ اس کی دکھائی ہوئی ہدایت' بتائے ہوئے راستہ پر گامزن ہو' صرف اسی کی طرف رجوع وانابت کرے' صرف اسی بلاشرکت غیرے ذات وحدہ لاشریک سے مدد طلب کرے۔ خصوصاً اللہ تعالیٰ کی وہ تنبیہات یاد رکھے' جو مسلمان اور کافروں کے مابین تعلقات کی بابت بتائے گئے ہیں کہ یہود ونصاریٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے یہاں تک کہ آپ ان کی ملت اختیار نہ کریں (بقرہ:۱۲۰) ''یہ لوگ مسلسل تم مسلمانوں سے لڑتے رہیں گے تاآنکہ تمہیں تمہارے دین سے ممکنہ حد تک نہ پھیر دیں،، ''اے مومنو! مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو ہم راز نہ بنانا' یہ لوگ تمہیں ضرر پہنچانے میں کسی قسم کی کسر نہیں چھوڑیں گے' بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ تم مشقت وتکلیف میں پڑ جائیں۔ ان کے منہ سے تمہارے ساتھ دشمنی نکل چکی ہے اور یہ دلوں میں جو کچھ چھپائے رکھے ہیں وہ اس سے بھی خطرناک ہے'' ''اے مومنو! میرے اور تمہارے جانی دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ تم ان سے محبت ومودت رکھنے لگ جائیں۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہوں کہ وہ امت محمدیہ کی راہنمائی کر کے انہیں دشمنوں کے مکروعیاری سے محفوظ رکھے' قول وعمل میں استقلال واستقامت عطا فرمائے۔ ان کی گمشدہ عزت وکرامت واپس کر دے۔ وہ ذات قبول کرنے والا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آل واصحاب پر رحمت وسلام بھیج دے۔

والسلام

ماخوذ از مجلۃ الجامعۃ الاسلامیۃ المدینۃ المورۃ

شمارہ ۵۹۔ ۱۴۰۳ھ

قسط: ۴

عصر حاضر میں نوجوانوں کی ذمہ داریاں

محمد شریف بلغاری

نوجوانو: آپ کے سامنے حق گوئی کے راستے میں اسلاف کی شجاعت وبہادری کے چند انمول نمونے لکھ دیتے ہیں' ملاحظہ فرمایئے:

ا۔جب "عبدالرحمٰن الناصر" نے اندلس میں مدینۃ الزہراء بنایا' اس کی تعمیر کو بے مثال بنانے کیلئے اس پر بے شمار مال و دولت خرچ کیا' اس کی فن کاری یہاں تک پہنچی کہ وہاں "الصرح الممرد" بلند وبالا بلڈنگ قائم کی' اس محل کا قبہ سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا' جب اس فن تعمیر کی خبر اس دور کے مشہور فقیہ و قاضی "منذر بن سعید رحمہ اللہ" نے سنی تو اسے عبدالرحمٰن الناصر کی فضول خرچی اور بے جا راحت طلبی سمجھا' اس طرح لوگوں کا مال ضائع کرنے پر بہت غصہ آیا۔ "الناصر" کی موجودگی میں مسجد میں خطبہ دینے کیلئے کھڑا ہوا' اور اسے جھڑکتے اور ملامت کرتے ہوئے کہا "مجھے یہ گمان نہ تھا کہ راندہ درگاہ الٰہی شیطان تجھے اس حد تک پہنچائے گا۔ تو نے یہ بھی نہ سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے جتنا تجھ پر رحم و کرم فرمایا ہے اس کے بدلے میں شیطان کو اپنے اندر اتنی جگہ دیگا کہ وہ تجھے کافروں کے ٹھکانے تک پہنچائے"

منذر بن سعید کا خطبہ سن کر عبدالرحمٰن الناصر کپکپایا ان کی بات کاٹتے ہوئے کہا: دیکھ تو کیا کہہ رہا ہے؟ مجھے کافروں کے ٹھکانے تک اللہ تعالیٰ نے کیسے پہنچایا؟ قاضی صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا: کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں؟

﴿ولولا ان یکون الناس امة واحدة لجعلنا لمن یکفربالرحمٰن لبیوتهم سقفامن فضة و معارج علیها یظهرون ○ ولبیوتهم ابوابا و سررا علیها یتکئون ○﴾(الزخرف ۳۳۔۳۴)

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک طریق (کفر پر) ہو جائینگے' تو ہم جو کوئی اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی کر دیتے اور (چاندی کی) سیڑھیاں بھی کر دیتے جن پر وہ چڑھتے رہتے اور ان کے گھروں کے دروازے (بھی چاندی کے کر دیتے) اور (چاندی ہی کے) تخت (ان کو دیتے) جن پر تکیہ لگاتے۔

قاضی صاحب کی زبان سے کلام الٰہی سن کر خلیفہ غمگین ہوا' اور سر جھکا دیا' اور خشیت الٰہی سے آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ پھر قاضی کی طرف متوجہ ہو کر کہا: "اے قاضی صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے' اور ہم میں آپ جیسے لوگوں کی کثرت کرے۔ اللہ کی قسم جو آپ نے فرمایا وہی حق ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہوئے اس مجلس سے کھڑے ہوئے'اور اس قبہ کو توڑ کر زمین بوس کر دیا۔

۲۔ مجاہد کبیر شیخ "العزبن عبدالسلام" نے مصر کے سلطان "نجم الدین ایوب" کو بڑے بڑے لوگوں کی بھری مجلس میں کہا:

اے ایوب: اگر اللہ تعالیٰ تم سے کہے کیا میں نے تجھے مصر کی بادشاہت اس لئے دی تھی کہ تو شراب کو حلال کرے ؟اس وقت تیرا کیا جواب ہو گا ؟بادشاہ نے کہا: کیا حقیقت میں ایسا ہوا ہے ؟ شیخ صاحب نے فرمایا: ہاں' فلاں کے میکدے سے شراب بک رہا ہے اور وہاں ہر قسم کے فسق وفجور ہو رہے ہیں اور تم تو اس مملکت کی نعمتوں میں لوٹ پوٹ ہو رہے ہو۔

بادشاہ نے کہا: ان چیزوں کو میں نے نہیں کیا ہے بلکہ یہ تو میرے باپ کے زمانے سے ہے:-

شیخ صاحب نے بادشاہ سے کہا تو ان لوگوں میں سے ہے جو کہتا ہے:-

﴿"انا وجدنا اباء نا علی امة وانا علی اثارهم مقتدون"﴾الزخرف ۲۳

ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا ہے اور ہم تو ان کے قدم بہ قدم چلیں گے۔

شیخ کی زبان سے کلام الہی سنکر بادشاہ نے اس شراب خانے کو سربمہر کرنیکا سرکلر جاری کیا۔

یہ وہی شیخ عزبن عبدالسلام ہے جنھوں نے دمشق میں صلیبیوں کے ہاتھوں ہتھیار بیچنے کی حرمت کا فتویٰ جاری کیا'اس لئے کہ یہ صلیبی مسلمانوں سے اسلحہ خرید کر مسلمانوں سے جنگ کرتے تھے۔ اس فتویٰ کے پاداش میں دمشق کے سلطان اسماعیل الصالح کی طرف سے بہت سی مشکلات برداشت کرنی پڑیں۔ اور یہ وہی شیخ ہے جنھوں نے ایک کھلے خط کے ذریعے امراء ممالیک (خاندان غلاماں) کو فروخت کرنیکا فتویٰ جاری کیا اور قیمت بیت المال میں جمع کرنے کو کہا'اس فتویٰ کی وجہ سے سلطان نجم الدین ایوب ودیگر امراء کی طرف سے قسم قسم کی تکالیف اٹھانی پڑیں۔

۳۔ امام غزالی نے بروایت اصمعی اپنی کتاب احیاء علوم الدین میں ذکر کیا ہے کہ "حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ مکہ مکرمہ میں امیر المومنین عبدالملک بن مروان کی مجلس میں گیا'اس وقت وہ اپنے تخت سلطنت پر براجمان تھا'ان کے ارد گرد قبائل عرب کے شرفاء بھی بیٹھے ہوئے تھے' جب عبدالملک نے حضرت عطاء کو آتے ہوئے دیکھا تو ان کے استقبال کیلئے آگے بڑھا' اسے لاکر اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور خود ان کے سامنے بیٹھ کر کہا: اے ابو محمد آپ کو یہاں تشریف لانے کی کیا ضرورت پیش آئی ؟حضرت عطاء بن ابی رباح نے فرمایا:-

اے امیر المومنین: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں اللہ سے ڈرو' حرم شریف کو آباد رکھنے کا عہد کرلو' مہاجرین وانصار کے بچوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو' کیونکہ آپ خود بھی بچپن میں ان کے ساتھ

ایک ہی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ مملکت اسلامیہ کے سرحدوں کی حفاظت کیلئے چوکس رہنے والے مجاہدین کے متعلق ڈرتے رہو۔ کیونکہ وہ لوگ مسلمانوں کیلئے قلعوں کی مانند ہیں۔ مسلمانوں کے حالات سے ہمیشہ باخبر رہو۔ کیونکہ ان کے متعلق اکیلے تجھ سے پوچھا جائے گا۔ تیرے دروازے پر بیٹھے ہوئے لوگوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو۔ کبھی ان سے غافل مت ہو۔ ان کے لئے اپنے دروازے بند نہ کرو۔

امیر المومنین نے کہا: ہاں میں ایسا ہی کرونگا۔ پھر عطاء بن ابی رباح کھڑے ہوئے اور جانے لگے۔ امیر المومنین نے اسے پکڑا اور کہا: اے ابو محمد آپ نے دوسروں کیلئے ہم سے بہت کچھ مطالبہ کیا اور ہم نے اسے پورا کرنے کا وعدہ بھی کیا۔ اب آپ اپنی ضرورت بتا دیجئے؟ عطاء نے کہا مجھے مخلوق سے کوئی حاجت نہیں۔ یہ کہہ کر وہ نکل گئے۔ عبدالملک نے کہا تیرے لئے اور تیرے باپ کیلئے شرف و منزلت ہے۔

اے نوجوانو:۔ آپ بھی اسی طرح تاریخ میں گزرے ہوئے ان مثالی شخصیتوں کی پیروی کریں' پامردی و ثابت قدمی میں ان کے طریقے پر چلیں' حق گوئی کے ان اعلیٰ نمونوں کو اپنائیں۔ اگر انہیں ایک اعلیٰ نمونہ سمجھتے ہوں تو ان کے راستے پر چلتے ہوئے ان کے طریقہ دعوت کو مزید آگے بڑھائیں' اور دعوت و تبلیغ کے میدان میں بغیر خوف و خطر کے آگے بڑھتے ہی چلے جائیں تاکہ صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو آپ کے ہاتھوں ہدایت نصیب ہو جائے اور گمراہ معاشرے کی اصلاح ہو جائے۔ اسی طرح سے اسلامی امارت قائم ہو گی ان شاء اللہ۔

(۵) دعوت اور داعی کی فضیلت

نوجوانو! اللہ تعالیٰ کے ہاں دعوت الی اللہ اور داعی کی جو فضیلت ہے کیا تم جانتے ہو؟

اللہ تعالیٰ نے جو عظیم شرف و منزلت مبلغین اسلام کو دی ہے کیا تم سمجھتے ہو؟

اللہ تعالیٰ نے مبلغین کی عزت و تکریم کیلئے جو اجر و ثواب تیار کیا ہوا ہے اسے جانتے ہو؟

آیئے ذرا ان کی شان و منزلت قرآن و سنت کی روشنی میں دیکھتے ہیں:۔

مبلغین اسلام کی رفعت شان کیلئے اتنا کافی ہے کہ داعی اسلام مطلق طور پر امت کا افضل ترین شخص ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:- ﴿كنتم خيرامة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف و تنهون عن المنكر و تؤمنون بالله﴾ (آل عمران ۱۱۰)

لوگوں کے (فائدے اور اصلاح کیلئے) جتنی امتیں پیدا ہوئیں' ان سب میں تم بہتر ہو۔ تم اچھا کام کرنے کا حکم دیتے ہو اور برے کام سے منع کرتے ہو اور اللہ پاک پر ایمان رکھتے ہو۔

مبلغین کی کامیابی اور شرف و مرتبت کے لئے اتنا کافی ہے کہ یہ لوگ دنیا و آخرت میں کامیاب و نیک بخت ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر و اولئك هم المفلحون٥﴾(آل عمران ۱۰۴)

اور تم میں کچھ لوگ ایسے بھی ہونے چاہئیں جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم کریں، اور برے کام سے منع کریں اور یہی لوگ (آخرت میں) بامراد ہونگے۔

داعیان خیر کی بلندی شان کیلئے اتنا کافی ہے کہ پورے روئے زمین میں بولی جانے والی تمام باتوں سے مبلغ کی بات افضل و اعلیٰ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:-

﴿ومن احسن قولا ممن دعا الى الله وعمل صالحا وقال اننى من المسلمين﴾ (فصلت ۳۳)

اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہو سکتی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی (تابعداری) کی طرف (لوگوں) کو بلائے اور (خود بھی) اچھے کام کرے اور (زبان سے) کہے میں بھی (اللہ کا) تابعدار ہوں۔

مبلغین کی فضیلت کیلئے اتنا کافی ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت اور نعمت سے نوازے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

﴿والمومنون والمؤمنات بعضهم اولياء بعض يأمرون بالمعروف و ينهون عن المنكر و يقيمون الصلاة ويؤتون الزكاة ويطيعون الله ورسوله اولئك سيرحمهم الله اِن الله عزيز حكيم﴾(التوبہ ۷۱)

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں، اچھی بات سکھلاتے ہیں، اور بری بات سے منع کرتے ہیں اور نماز شرعی احکام کے مطابق ادا کرتے ہیں اور زکواۃ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا کہا مانتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ ضرور رحم کریگا، بیشک اللہ تعالیٰ زبردست، حکمت والا ہے۔

داعیان اسلام کو ملنے والے لازوال اجر و ثواب کیلئے اتنا کافی ہے کہ ان کا اجر و ثواب ہمیشہ جاری و ساری رہے گا، جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"من دعا الى هدى كان له من الاجر مثل اجور من اتبعه لا ينقص ذلك من اجورهم شيئاً "(صحیح مسلم کتاب العلم ۱۶/۲۲۷)

جو لوگوں کو راہ ہدایت کی طرف بلاتا ہے' اس کیلئے اتنا ثواب ہے جتنا اس پر عمل کرنے والوں کو ملتا ہے اس سے ان کے اجر و ثواب میں کمی نہیں ہوتی۔

مبلغین کے اعزاز اور خیر و برکت کیلئے اتنا کافی ہے کہ کسی کی ہدایت کا ذریعہ بننا دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"فو الله لان يهدى الله بك رجلا واحدا خير لك من حمر النعم" و فى رواية خير لك مما طلعت عليه الشمس و غربت "(صحیح البخاری 'کتاب الجہاد ۱۰۲' ۱۴۳)

اللہ پاک کی قسم تیرے ذریعے ایک آدمی کا راہ راست پر آنا تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ تیرے لئے ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ (یعنی دنیا کی ہر چیز سے)

نوجوانو: کیا دعوت و تبلیغ کے مرتبے سے بڑھ کر کوئی مرتبہ و فضیلت دیکھی ہے ؟ کیا انسانی تاریخ میں مبلغ کی عزت و شرف سے زیادہ کسی کی عزت و شرف دیکھا ہے ؟

نوجوانو: اگر حقیقت ایسی ہی ہے تو سچے اور مخلص داعی بن کر نکل پڑیئے۔ تاکہ آپ بھی ایسے ہی اجر و ثواب اور رفعت و کرامت سمیٹ سکیں' اور مالک حقیقی کی طرف سے وعدہ شدہ سچی جگہوں میں پہنچ سکیں اور نبیوں' صدیقوں' شہداء اور صالحین کے جھرمٹ میں ہمیں بھی بیٹھنا نصیب ہو جائے۔

(۶) نوجوان دعوت و تبلیغ کے موثر اسلوب کو جان لیں

نوجوانو:- موثر انداز دعوت کے اہم اور چوٹی کے اسلوب میں سے یہ ہے کہ مبلغ کا عمل اس کے قول کے مطابق ہو---جو مبلغ لوگوں کو خیر کی طرف دعوت دیتے ہیں' خود اس پر عمل نہیں کرتے' اس طرز عمل پر وعید سناتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

﴿يا ايهاالذين امنوالم تقولون مالا تفعلون كبر مقتا عندالله ان تقولوا مالا تفعلون o﴾ (الصّف ۲۔۳)

مومنو! ایسی بات منہ سے کیوں کہہ بیٹھتے ہو جس کو کر کے نہیں دکھاتے۔ اللہ پاک کو تو یہ بہت ناپسند ہے کہ منہ سے کہو اور کرو نہیں۔

نیز رب العالمین نے ارشاد فرمایا ﴿اتأ مرون الناس بالبرو تنسون انفسكم وانتم تتلون الكتب افلا تعقلون o﴾ (البقرہ ۴۴)

کیا لوگوں کو بھلائیوں کا حکم کرتے ہو؟ اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟ باوجودیکہ تم کتاب الٰہی پڑھتے ہو' کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں؟

بھائیو! دعوت کے موثر ہونے کے اسالیب میں سے یہ بھی ہے کہ جہاں دعوت و تبلیغ کیلئے جانا ہو' وہاں کے ماحول و معاشرہ کو جان لیں کہ ضلالت و گمراہی کے مراکز کونسے ہیں؟ صراط مستقیم سے بھٹکنے کے ذرائع و اسباب کیا کچھ ہیں؟ اس کی روشنی میں وہ کونسا اسلوب دعوت اختیار کرنا چاہئے جو وہاں کے بسنے والوں کے دل و دماغ پر اثر کر سکیں؟ مثال کے طور پر وہ ممالک یا علاقے و ماحول جہاں کمیونسٹ' وجودی اور ماسونی نظریات کے حامل لوگ پائے جاتے ہیں' ان کے دل و دماغ پر باطل افکار و عقائد اور اخلاقی گراوٹ کا غلبہ پایا جاتا ہے' ایسے علاقوں میں دعوت کے طریقے محاضرات' مذاکرات' مناقشات اور نشریات کا اسلوب ان علاقوں کے نسبت طبعی طور پر مختلف ہو گا جہاں کے رہنے والے نصاریٰ ہیں اور ان میں سرمایہ دارانہ افکار کے لوگ بستے ہیں' مادر پدر آزادی کے باطل نظریات رکھنے والے لوگ رہتے ہیں۔ ایسے حالات میں ایک داعی کیلئے یہ نہایت ضروری ہے کہ معاشرہ میں پائی جانے والی ہر قسم کی بیماری کو جان لیں' اس کے مطابق مناسب اسلوب دعوت اپنا کر باقاعدہ پلاننگ کیساتھ ان کا علاج کریں اور مستقل مزاجی کیساتھ تمام انسانوں کو دعوت الی اللہ کی لڑی میں پرونے کی کوشش جاری رکھیں' معاشرہ و ماحول اور لوگوں کے عقل و شعور کے مطابق دعوتی کام کرنے کی ضرورت و اہمیت پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان جسے امام مسلم نے روایت کیا ہے صادق آتی ہے:-

''مأنت بمحدث قوما حديثا لا تبلغه عقولهم الاكان لبعضهم فتنة''

اگر تو لوگوں کے عقل و شعور سے ہٹ کر بات کرے گا تو یہ ان میں سے بعض کیلئے فتنہ ہو گا۔

اے حق پرست نوجوانو:- موثر اسلوب دعوت میں سے زیادہ اہمیت کے حامل مسئلے سے شروع کرنا بھی ہے' عبادات کی طرف دعوت دینے سے پہلے عقیدۂ توحید کی طرف دعوت دینی چاہئے' دنیاوی زندگی کے رہن سہن سمجھانے سے قبل عبادات کی طرف دعوت دینی چاہئے' جزئیات دین کی طرف دعوت دینے سے پہلے کلیات کی طرف دعوت دینی چاہئے' سیاسیات زندگی میں کودنے سے پہلے افراد سازی کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

یہی طریقہ دعوت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا رہا ہے۔ جب حضرت معاذ بن جبل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

''انك تقدم على قوم اهل الكتاب' فليكن اول ماتدعوهم اليه شهادة ان لا اله الا الله وانى رسول الله' فان هم اطاعوك لذلك فاعلمهم ان الله تعالىٰ افترض عليهم خمس صلوات فى كل يوم وليلة'

فان هم اطاعوك فاعلمهم ان الله افترض عليهم صدقة توخذ من اغنيائهم و ترد على فقرائهم' فاذا اطاعوك لها فخذ منهم وتوق كرائم اموالهم' واتق دعوة المظلوم فانه ليس بينه وبين الله حجاب ....."(صحیح بخاری کتاب الزکاۃ ۱/۶۳)

آپ اہل کتاب لوگوں کے پاس جارہے ہیں تو سب سے پہلے کلمہ شہادت "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دعوت دیں' اگر وہ لوگ اس کا اقرار کرلیں تو ان کے علم میں لاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ لوگ آپ کی اطاعت کر کے نماز کیلئے آمادہ ہو جائیں تو انہیں بتلادو کہ اللہ نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے' صدقہ زکوۃ ان کے مالداروں سے لیکر ان کے فقراء میں تقسیم کیا جائیگا' اگر زکوۃ دینے کیلئے قائل ہو جائیں تو ان سے مال زکوۃ لے لو' لیکن ان کے عمدہ مال چن کر لینے سے اجتناب کرو' اور مظلوم کی بددعا سے بچو! اسلئے کہ مظلوم کی دعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے۔

ایک ملحد جو اللہ کے وجود کا بھی منکر ہو اسے دعوت کیسے دینی چاہئے ؟ جو ابھی تک دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوا ہے اسے حلال وحرام کیسے سمجھائیں ؟ مذکورہ حدیث شریف سے ہمیں یہ پتہ چلا کہ ایک مبلغ اور داعی کیلئے یہ ضروری ہے جو زیادہ اہم مسئلہ ہے اسے جان لے' تاکہ اس کی دعوت موثر ہو سکے اور ضلالت وگمراہی کے گڑھوں سے نکال کر رشد و ہدایت کے سرسبز باغ کی طرف لے جا سکے۔

اے میدان دعوت کے مجاہد! دعوت و تبلیغ کے موثر ہونے کے اسلوب میں سے نرم برتاؤ بھی ہے' قرآن کریم نے ایک داعی کے اخلاق اور اسلوب دعوت کے بارے میں یوں رہنمائی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

﴿ولوكنت فظاغليظ القلب لا نفضوا من حولك﴾(آل عمران ۱۵۹)

اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔

﴿ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتى هى احسن﴾(النحل ۱۳۵)

اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو اللہ کی وحی اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین اور شائستہ طریقے سے مباحثہ کیجئے۔

﴿فقولا له قولا لينا لعله يتذكر اويخشى٥﴾(طٰہٰ ۴۴)

تم دونوں اسے (فرعون کو) نرمی سے سمجھاؤ تاکہ وہ سمجھ لے یا ڈر جائے۔

نوجوانو! ایک داعی عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کے پاس گیا' اس کو نصیحت کرنے میں سخت انداز دعوت اختیار کیا' تو خلیفہ

نے کہا اے شخص میرے ساتھ نرمی کرو' اللہ تعالیٰ نے تم سے بھی ایک افضل شخص کو مجھ سے بھی بدتر شخص کی طرف بھیجا' اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو فرعون کی طرف بھیجا اور اسے حکم دیا:-

"فقولا له قولا لينا لعله يتذكر اويخشىٰ" خلیفہ کی بات سن کر وہ داعی شرمندہ ہوا۔

لوگوں کو دعوت دینے میں نرمی برتنا' دانائی و حکمت کے ساتھ موعظہ حسنہ کرنا داعیوں کے سردار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ تھا' آپ کے اندازِ دعوت کے چند انمول نمونے ملاحظہ فرمائیے:-

عن ابى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال: بال اعرابى فى المسجد' فقام الناس اليه ليقعوافيه' فقال النبى صلى الله عليه وسلم "دعوه' وار يقوا على بو له سجلا من ماء' فانما بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين" (صحیح بخاری)

ایک بدوی شخص نے مسجد میں پیشاب کیا' لوگ اسے مارنے کیلئے کھڑے ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اسے چھوڑ دو' اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی کا ڈال دو' تمہیں آسانی کرنے کیلئے بھیجا گیا ہے' سختی کرنے کیلئے بھیجے نہیں گئے۔

ان معاوية بن الحكم السلمى حدث يوما فقال بينا انا اصلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ عطس رجل من القوم فقلت "يرحمك الله" فرمانى القوم بأبصارهم' فقلت: واثكل أمياه!! ماشأ نكم تنظرون إلىَّ' فجعلوا يضربون بأيديهم على أفخاذهم' فلمارأيتهم يصمتوننى سكت' فلما صلى عليه الصلاة والسلام' فبأبى هو وأمى' مارأيت معلما قبله ولا بعده أحسن تعليمامنه' فوالله ماكهرنى' ولا ضربنى' ولا شتمنى --وإنماقال: إن هذه الصلاة لايصلح فيها شئ من كلام الناس إنما هو التسبيح والتكبير' وقراء ة القرآن" (صحیح مسلم)

معاویہ بن حکم سلمی نے کہا ایک دفعہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ نماز پڑھ رہا تھا' اچانک ایک آدمی کو چھینک آیا' میں نے "یرحمک اللہ" کہا لوگ غصیلے انداز میں مجھے گھورنے لگے' میں نے کہا: مجھے اپنی ماں گم پائے!! تمہیں کیا ہوا میری طرف گھور رہے ہو؟ جب یہ کہا تو لوگ اپنے ہاتھوں کو رانوں پر مارنے لگے' میں نے خیال کیا کہ لوگ مجھے خاموش کرا رہے ہیں' تب میں خاموش ہوا' جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ چکے تو میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر تعلیم دینے والا نہ آپ سے پہلے نہ آپ کے بعد کسی کو دیکھا' اللہ کی قسم نہ آپ نے مجھے ڈانٹا' اور نہ مارا' اور نہ برا بھلا کہا۔ صرف اتنا کہا کہ یہ نماز تسبیح' تکبیر اور تلاوت کلام پاک کرنے

کیلئے ہے' اس میں لوگوں سے بات کرنا درست نہیں۔

عن أبی أمامة رضی الله عنه أن غلاما شابا أتی النبی صلی الله علیه وسلم فقال: یا نبی الله أتأذن لی فی الزنا؟ فصاح الناس به' فقال النبی صلی الله علیه وسلم "قربوه أدن" فدنا حتی جلس بین یدیه' فقال علیه الصلاة و السلام: أتحبه لأمك؟ قال: لا' جعلنی الله فداك۔ قال: كذلك الناس لا یحبونه لأمهاتهم۔ أتحبه لا بنتك؟ قال: لا' جعلنی الله فداك۔ قال: فكذلك الناس لا یحبونه لبناتهم۔ أتحبه لأختك؟ قال: لا' جعلنی الله فداك۔ قال: فكذلك الناس لا یحبونه لأخواتهم۔ وزاد ابن عوف حتی ذكر العمة' والخالة' وهویقول فی كل واحدة: لا' جعلنی الله فداك' والنبی صلی الله علیه وسلم یقول: "كذلك الناس لا یحبونه..." ثم وضع رسول الله صلی الله علیه وسلم یده علی صدره وقال: "اللهم طهر قلبه' واغفرذنبه' وحصن فرجه" فلم یكن شئ أبغض علیه من الزنی۔ (رواہ احمد باسناد جید)

ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نوجوان اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا' اور کہا اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا مجھے زنا کرنے کی اجازت ہے؟ لوگ یہ سن کر غصے سے چیخ پڑے' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے نزدیک کرلو' وہ جوان قریب آیا' یہاں تک کہ آپ کے سامنے بیٹھ گیا' آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: اے جوان کیا یہ فعل اپنی ماں کیلئے پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں' میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اپنی ماؤں کیلئے پسند نہیں کرتے ہیں' کیا یہ فعل اپنی بیٹی کیلئے پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں' میں آپ پر قربان ہو جاؤں' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسی طرح لوگ بھی اپنی بیٹیوں کیلئے زنا پسند نہیں کرتے۔ کیا یہ عمل اپنی بہن کیلئے پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں' میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسی طرح لوگ بھی اپنی بہنوں کیلئے پسند نہیں کرتے ہیں۔ ابن عوف راوی نے مزید کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھوپھی' خالہ وغیرہ کا بھی ذکر فرمایا' ہر دفعہ وہ جوان کہتا نہیں' میں آپ پر قربان ہو جاؤں' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے: اسی طرح لوگ بھی زنا کو پسند نہیں کرتے ہیں۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس شخص کے سینہ پر رکھ کر دعا کی "اے اللہ اس کے دل کو پاک کردے' اس کے گناہ کو بخش دے' اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت کر" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی بدولت اس جوان پر زنا سے ناپسندیدہ چیز اور کچھ نہ ہوا۔